صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ ربوہ

خالد

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

اس شمارے میں

اداریہ

محبّت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

نیکی یا کوئی بھی اچھی بات ہو تو اسے معمولی یا حقیر بات جان کر تو کبھی بھی نہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بظاہر ایک معمولی سی نظر آنے والی بات ہوتی ہے لیکن وہ ایسے دور رس اثرات چھوڑتی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں آسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

لَا تَحْتَقِرَنَّ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ

کہ کسی بھی نیکی کو اس کے چھوٹے ہونے سے یا معمولی ہونے سے حقیر نہ جانو اگرچہ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

آج ہم اگر اسی ایک ارشاد پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارا معاشرہ اور ہمارا ماحول ایک جنت نظیر ماحول ہو جائے گا کہ ہم اپنے ملنے والوں کو مسکرا کے ملیں۔ اور ویسے بھی ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ٹھیک ہے ہمارا سوچوں میں اختلاف ہو سکتا ہے، ہمارے نظریات میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن انسان ہونے کے ناطے تو ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہے ناں! بحیثیت انسان تو ہم سب ایک ہی ہیں۔ تو کیوں نہ ہم اعلیٰ انسانی قدروں کو پہچانیں اور انسانی شرف کو قائم کرتے ہوئے ہر ایک سے محبت سے پیش آئیں۔ خوش روئی اور کشادہ پیشانی سے ملیں اور ہم "LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE"

محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں پر عمل کریں۔ اس کا ثبوت اپنے قول اور فعل سے دیں۔ جس جگہ ہر شخص ایک دوسرے کو محبت سے ملے گا۔ جس کا دل اس کو یقین دلا رہا ہو گا کہ میرے ہاتھ سے، میری زبان سے، اور میرے دل سے تمہارے لئے سلامتی اور امن کی ضمانت ہے۔ جس کے دل سے محبت اور پیار پھوٹ پھوٹ کر مخاطب کو یقین دلا رہا ہو گا اور دل میں کوئی نفرت اور کینہ نہیں ہو گا تو وہ معاشرہ جنت کا گہوارہ ہی تو ہو گا۔

آئیے آج سے ہی تمام بنی نوع انسان سے، بلا تمیز رنگ و نسل اور بلا اختلاف مذہب و عقیدہ ہر ایک سے محبت سے پیش آئیں اور محبتیں اور خوشیاں بانٹیں کیونکہ یہ ایسی چیز ہے کہ جو بانٹنے سے بڑھتی ہے۔ جتنا بانٹیں گے اتنا ہی بڑھے گی اور اس کے ساتھ ساتھ روح کو جو تسکین ملتی ہے اس کا بیان ممکن ہی نہیں۔ کبھی آزما کے تو دیکھیں۔

کلام الامام امام الکلام

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اسمیں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا، یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا، میں کیا کروں اور کس طرح سے اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔ (کشتی نوح صفحہ 30)

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ تھا کچھ کچھ نشاں اس میں جمالِ یار کا

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے تیرے دیدار کا

چشمہ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تیری چمکار کا

خوبروؤں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 4)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبیؐ امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی"۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160۔161)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مکرم بشارت احمد صاحب ممتاز اٹھوال اور محترمہ خالدہ پروین صاحبہ مقیم مغربی جرمنی کو شادی کے ½۷ سال بعد مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام ضمیر احمد بشارت عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب اٹھوال آف چک ۱۸ بھوروضلع شیخوپورہ کا پوتا اور مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ کا نواسہ ہے۔

تمام احبابِ جماعت سے بچے کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینجر خالد ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مکرم سیّد مبشر احمد صاحب ایاز ایڈیٹر ماہنامہ خالد کو مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچے کا نام سیّد فرہاد احمد عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم حبیب احمد خان صاحب آفیسر نیشنل بنک آف پاکستان لاہور کا نواسہ ہے اور خدا کے فضل سے وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

تمام احباب جماعت سے بچے کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

عرفانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

(ہدیۂ نعت مکرم ڈاکٹر سیّد حمید اللہ نصرت پاشا صاحب)

جن کو ہوا عرفانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
ہو گئے سب غلمانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کے وجود کے نور محل میں تختِ الٰہی سجا ہوا ہے
عرشِ خدا ایوانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

دل پر سحر کیا ہے اُسؐ نے، گُشتہ مہر کیا ہے اُسؐ نے
جان میری قربانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

دید کی لذت، عشق کی نعمت، قرب کی فرحت، وصل کی راحت
جاری ہیں فیضانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کو چاہنا جرم ہوا ہے، آج یہ کیسا ظلم ہوا ہے
قید ہوئے طیرانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

تجسیمِ انوارِ ہدایت، تفسیرِ قرآن مجسّم
اللہ اللہ شانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ قادر جو اسؐ کا خدا ہے، وہی خدا ہے، وہی خدا ہے
میرا خدا رحمانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ اتم الوہیّت

سیرت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے)

ہمارے سید و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا تذکرہ صحف سابقہ میں ملتا ہے اور آپ کی سیرت پر لاتعداد کتب بھی ہر زمانہ میں لکھی گئیں اور لکھی جائیں گی لیکن آپ کی سیرت بیان کرنے کا سب سے زیادہ حق قرآن کریم نے ادا فرمایا ہے اور اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر سب سے مستند کتاب قرآن عظیم ہی ہے۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا نبیوں سے عہد لیا جاتا رہا جیسا کہ فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۲)

ترجمہ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس آیت میں بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا گیا ہے جن پر ایمان لانے اور جن کی مدد کرنے کا تمام انبیاء سے عہد لیا گیا اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے تیار کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان کی وجہ سے ہی آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا گیا اور تمام بنی نوع انسان کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا جیسا کہ فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۸)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا ۲۹)

اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور تو ایسا رسول ہے جسے تمام بنی نوع انسان کی طرف بھیجا گیا ہے اور جس کے حلقہ رسالت میں سے کوئی بھی باہر نہیں رہتا۔ پھر اللہ تعالی آپ کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (قلم:۵)

اور تو نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو خدا کی بیعت اور آپ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دیا گیا ہے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ (فتح ۱۱)

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء ۱۲۲)

یعنی وہ لوگ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔

وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ھُوَالۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّھِمۡ کَفَّرَ عَنۡھُمۡ سَیِّاٰتِھِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَھُمۡ (محمد: ۲)

اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور وہی ان کی رب کی طرف سے حق ہے اللہ ان کی بدیوں کو ڈھانپ دے گا اور ان کے حالات درست کر دے گا۔

ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کرنے والے گذرے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کی آیات میں بیان کردہ سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور مختلف اصطلاحیں استعمال فرمائیں ان میں سے ایک اصطلاح "مظہر اتم الوہیت" کی بھی ہے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی (اللہ کی ان پر سلامتی ہو) نے استعمال فرمائی۔

قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے اس پہلو کو بیان کیا جائے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس کائنات کی بنیادی حقیقت توحید باری تعالیٰ ہے قرآن کریم میں جس قدر صفات اور افعال الہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف "اللہ" ہے جو کہ وحدہ لاشریک ہے۔ توحید کا عمومی مطلب اللہ تعالی کا ایک ہونا، تمام صفات حسنہ سے متصف ہونا اور تمام رزائل سے منزہ ہونا اور صرف اس کو قابل پرستش سمجھنا اور بجز امور منافی صفات الہیہ سب کاموں پر اس کو قادر سمجھنا لیا جاتا ہے۔ کسی معترض نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا خدا اپنے جیسا خدا پیدا کرنے پر بھی قادر ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

"وہ اپنے جیسا خدا بھی نہیں بناتا کیونکہ اس کی صفات احدیت اور بے مثل اور مانند ہونے کی جو ازلی ابدی طور پر اس میں پائی جاتی ہے اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے پس ذرا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہیے کہ ایک کام کے کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفات کمالیہ امر منافی صفات کی

طرف توجہ نہ کرنا یہ اور بات ہے ہاں اس طرح پر وہ اپنی ذات بے مثل و مانند کا نمونہ پیدا کرتا ہے کہ اپنی ذاتی خوبیاں جن پر اس کا علم محیط ہے عکسی طور پر بعض اپنی مخلوقات میں رکھ دیتا ہے اور کمالات کا انتہائی درجہ جو حقیقی طور پر اس کو حاصل ہے ظلّی طور پر اس مخلوق کو بھی بخش دیتا ہے جیسا کہ اسی کی طرف قرآن کریم میں اشارہ بھی ہے۔

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

اس جگہ صاحب درجات رفعیہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جن کو ظلّی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات جو کمالات الوہیت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے اور وہ خلافت حقہ جس کے وجود کامل کے تحقق کے لئے سلسلہ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کل کائنات کا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے اپنے مرتبۂ اتم و اکمل میں ظہور پذیر ہو کر آئینہ خدا نما ہوئے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ 184 تا حاشیہ 187)

"انسان کامل خدا تعالیٰ کی ذات کا نمونہ ہے خدا تعالیٰ دوسرا خدا ہرگز نہیں پیدا کرتا کہ یہ بات اس کی صفت احدیت کے مخالف ہے ہاں اپنی صفات کمالیہ کا نمونہ پیدا کرتا ہے اور جس طرح ایک مصفا اور وسیع شیشہ میں صاف روئت کی تمام وکمال شکل منعکس ہو جاتی ہے ایسا ہی انسان کامل کے نمونہ میں الٰہی صفات عکسی طور پر آ جاتے ہیں۔ سو خدائے تعالیٰ کا اس طرح پر اپنی مثل قائم کرنا معترض کی تسلی کے لئے کافی ہے اس جگہ واضح رہے کہ اس انتہائی کمال کے وجود باجود کو خدائے تعالیٰ کی کتابوں میں مظہر تام الوہیت قرار دیا گیا" (سرمہ چشم آریہ) صـ۱۹۹)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"جاننا چاہیئے کہ قرب الٰہی کی تین قسمیں تین قسم کی تشبیہ پر موقوف ہیں...... اوّل قسم قرب کے خادم اور مخدوم کی تشبہ سے مناسبت رکھتی ہے...... دوسری قسم ولد اور والد کی تشبہ سے مناسبت رکھتی ہے...... تیسرے قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے یعنی جیسے ایک شخص آئینہ صاف و وسیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے تو تمام شکل اس کی مع اپنے تمام نقوش کے جو اس میں موجود ہیں عکسی طور پر اس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے...... تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مُسلّم ہے۔

محمدِ عربی بادشاہ ہر دوسرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 204 تا 250 حاشیہ)

آپؐ کی سوانح حیات میں ایسے کئی مقامات آئے جن میں آپؐ اس عالی مقام پر فائز پائے گئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب آئنیہ کمالات اسلام میں اس ضمن میں آپؐ کے بعض معجزات کا ذکر کیا ہے جنہیں یہاں بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے فرمایا۔

"ہمارے سید و مولا سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگ ریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا اس معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (انفال 18) یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا یعنی در پردہ الہیٰ طاقت کام کر گئی انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔ اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات شور آب کنویں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کے ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الہی مخلوط تھی۔ حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں کیونکہ وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلی طور پر الہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 65، 66)

آپ کے اس اعلیٰ اور ارفع مقام کے بارہ میں ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں۔

"حکمت الہی کے ہاتھ نے ادنی سے ادنی خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے نبی کا اعلیٰ وارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا گذشتہ

نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ھذا کے ظہور کو خدائے تعالیٰ کا ظہور قرار دیا اور اس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔ (توضیح مرام 16)

حضرت خلیفۃ المسیح اول فرماتے ہیں۔

"آپؐ کے اقوال آپ کے افعال، آپؐ کے پاس بیٹھنے والے، آپؐ کے دوست، آپؐ کے آشنا، آپؐ کے کارکن، آپؐ کی تعلیم، آپؐ کی کتاب، ان سب کو جب میں دیکھتا ہوں تو زبان بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ وہ ایک بے نظیر رسول تھا"۔ اور پھر آپ فرماتے ہیں۔ "میرا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انسانیت ہیں نہ ایسا کوئی عظیم ہوا اور نہ ہوگا ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ میں نے کہا دیکھو! تم مانتے ہو کہ تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور زمین گول ہے بس روئے زمین پر کوئی ایسا وقت نہیں گذرتا جب کوئی مسلمان نماز نہ پڑھ رہا ہو اور نماز میں درود شریف نہ پڑھتا ہو پھر میں پوچھتا ہوں کیا دنیا میں ایسا کوئی پیشوا ہے جس کے مرید ہر وقت اس کے علو مدارج کے لئے دعا کر رہے ہوں"۔ (حقائق الفرقان جلد اول)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا وجود کہ کسی ماں نے نہ ویسا جنا اور نہ جنے گی وہ جو صفات باری کے جلوے اپنے اندر اکھٹے کئے ہوئے تھا وہ جو خدا تعالیٰ کے نور اور اس کے حسن کا مظہر اتم تھا وہ جو اپنے وجود میں پوری کی پوری صفات باری انعکاس کر رہا تھا اس وجود کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کہلوایا۔ انما انا بشر مثلکم (الکھف 111) یعنی بطور بشر کے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے تمام انبیاء علیہم السلام نے سب نے ہی جو کچھ پایا وہ آپؐ کے فیض سے پایا"
(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 1970ء)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانِی

غزل

دل کی دھڑکن نے سنائے ہیں ترانے کیا کیا
اس سے ہیں اپنے رہ و رسم پرانے کیا کیا
بھول بھی جائیں گے کچھ لوگ تغافل تیرا
حافظے میں ہو زمانے کے نہ جانے کیا کیا
سرگرانی نے ہے مارا تو گرانی نے کبھی
چین، سکھ لوٹ لئے تیری عطا نے کیا کیا
میرے گلزار کے پھولوں کو جلانے کے لئے
ڈھونڈتی پھرتی ہے تقدیر بہانے کیا کیا
لب پہ ہیں گیت اصولوں کے، ریا ہے دل میں
دہر میں پیدا کئے لوگ خدا نے کیا کیا
ہم پہ روداد سنانے کی جو پابندی ہے
اپنے چہروں پہ سجائے ہیں فسانے کیا کیا
حسن کو کب تھا بھلا چوری کا کھٹکا عارف!
آگئے لوگ ہیں اب حسن چرانے کیا کیا

(مکرم محمود عارف صاحب واہ کینٹ)

ایک انقلاب آفریں تاریخی حقیقت اور کتبات قدیمہ کا انکشاف

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انیسویں صدی کے آخر میں ایک انقلاب آفریں انکشاف کیا وہ یہ تھا کہ حضرت مسیح ناصریؑ اپنی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان سے شمال مغرب میں تشریف لائے۔ وہ صلیب سے زندہ اتر آئے تھے۔ چونکہ بنی اسرائیل کی بڑی تعداد بلاد شرقیہ میں آگئی تھی اس لئے ان کی زندگی کا مشن یہ تھا کہ وہ ان گمشدہ اسباط کو تلاش کریں اور ان تک انجیل کا زندہ جاوید پیغام پہنچائیں۔ بنی اسرائیل کے دس فرقوں کی گمشدگی اور آنے والے مسیح کے ذریعے ان کی بحالی عقیدہ یہود کا طرہ امتیاز ہے۔ بڑے بڑے انگریز مصنفین نے افغانستان اور شمال مغرب میں جلاوطن بنی اسرائیل کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ افغانوں میں بنی اسرائیل کی تلاش تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

آگے چلئے علماء نے بیسویں صدی میں یک دم پلٹا کھایا اور یہ ادعا سامنے آیا کہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کا نظریہ ایک افسانہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ہم "اینگلو اسرائیلی" نظریہ کہہ سکتے ہیں۔ دس لاکھ کی تعداد میں شائع ہونے والی بائیبل ڈکشنری میں یہ ادعا ہے۔

AID TO BIBLE UNDERSTANDING P 892

(تحقیق: مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور)

اس تناظر میں ڈاکٹر شون فیلڈ نے دعویٰ کیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ کہنا کہ چونکہ حضرت مسیح "رسولاً الیٰ بنی اسرائیل" تھے اس لئے ان کا ہندوستان میں آنا ضروری تھا ایک بے بنیاد بات ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس انکار کے ساتھ ہی ایران میں قرون اولیٰ کے بعض نامعلوم رسم الخط کے کتبے پڑھ لئے گئے ہیں۔ ان کی مدد سے یہ انکشاف ہوا کہ یہود اتنی بڑی تعداد میں ایران کے شمال مشرق میں آباد تھے کہ آبادی میں ان کا نمبر اول تھا۔ دوسرے نمبر پر بدھ تھے۔ تیسرے نمبر پر برہمن تھے۔ چوتھے میں ناصرا۔ پانچویں نمبر پر کرسچین آباد تھے۔ اور دوسرے مذاہب بھی۔ سرکاری مذہب زرتشت تھا۔

علماء حیران ہیں کہ ناصرا کون ہیں۔ ناصرا اور کرسچین میں کیا فرق ہے۔ یہود کا نمبر اول کیوں ہے؟ یہود، بدھ، برہمن، ناصرا اور کرسچین کی ترتیب میں حکمت کیا ہے؟ علماء اس ترتیب کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت یحییٰ (یوحنا) کے پیروکار عراق میں "نصوری دا یحییٰ" کے نام سے آباد تھے۔ شاید وہی ناصرا

ہوں لیکن وہ عراق میں تھے۔ ایران میں چوتھے نمبر پر کہاں سے آ گئے۔ لندن کی کسر صلیب کانفرنس (1978ء) میں اس عاجز نے مقالہ پیش کیا۔ اس میں پہلی دفعہ علمائے مغرب کو یہ بتایا گیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی معرکہ الآراء کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے بغیر ایران میں تیسری صدی کے آخری ربع میں ساسانی دور کے کتبات میں ترتیب مذاہب کو سمجھنا ناممکن ہے۔ اس دور میں ساسانی سلطنت سندھ سے فرات تک وسیع تھی۔ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ کتبات ایران میں ایران کے مخصوص علاقائی مذاہب کا ذکر نہیں بلکہ سلطنت کے مذاہب کا ذکر ہے جو کہ سندھ سے فرات تک وسیع تھی یہاں تک کہ پشاور بھی ان کے کنٹرول میں تھا۔

وہ یہ بھی مانتے ہیں شام میں انطاکیہ کے عیسائی ایران کے حملہ میں جلاوطن کر دیئے گئے اور ان کو لا کر ایران کے بعض علاقوں میں آباد کیا گیا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ انطاکیہ کے عیسائی تاریخ میں پہلی دفعہ کرسچین کہلائے (اعمال 11/26) کسر صلیب کے نظریہ کی رو سے ترتیب مذہب کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔

O کتبات ایران میں مذاہب کی ترتیب مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے یعنی سندھ سے فرات تک یا ہندوستان کے شمال مغرب سے فرات تک۔

O ہندوستان کے شمال مغرب میں بدھوں اور برہمنوں کے علاقہ میں یہود اس کثرت سے آباد تھے کہ ان کا نمبر اول تھا۔

O حضرت مسیح ناصری کے پیغام کے ذریعہ یہود میں سے جو عیسائی ہوئے وہ ناصرا یعنی نصاریٰ کہلائے اور چوتھے نمبر پر آئے۔

O ایران میں چونکہ مغرب کے عیسائی بھی آباد تھے وہ تاریخ میں کرسچین کہلائے۔ اس لئے پانچویں نمبر پر کرسچین ہیں۔

افسوس علماء اس ترتیب سے غافل ہیں۔ وہ ترتیب کو نہ سمجھنے کے باعث حیران ہیں لیکن ان تک کسر صلیب کی حکیمانہ تاریخی ترتیب کو کماحقہ پہنچایا نہیں گیا۔ ہمارے علماء اور مبشرین کا فرض ہے کہ وہ اس نئے انکشاف کو پہلے خود سمجھیں پھر دنیا کو اس سے روشناس کرائیں۔

اب کتبات ایران کے متعلق لٹریچر کی تفصیل کی طرف آتا ہوں۔ چونکہ فرانسیسی سکالرز نے کتبات کو اول مرتبہ پڑھا اس لئے بنیادی لٹریچر فرانسیسی زبان میں ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں زیر لفظ ایران کی کچھ تفصیل دی گئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایران میں مدت سے کچھ کتبات نامعلوم رسم الخط میں پڑے تھے۔ 1953ء میں ایک BY LINGUAL یعنی دو زبانوں میں کتبہ کا انکشاف ہوا اس میں ایک متذکرہ کتبات کا نامعلوم رسم الخط درج تھا اور ایک معلوم۔ اس کلید کی مدد سے نامعلوم کتبے پڑھ لئے گئے۔ یہ طویل کتبات ہیں جن میں سلطنت کے مذاہب کا ذکر ہے علاقائی نہیں بلکہ حدود سلطنت میں پائے جانے والے مذاہب کا ذکر ہے۔ دوسرا انگریزی ماخذ RICHARD N FRYE کی کتاب:

"THE HERITAGE OF PERSIA"

ہے اس کا پہلا ایڈیشن 1962ء میں اور دوسرا ایڈیشن 1976ء میں شائع ہوا۔ یہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس کے صفحہ 249 میں کتبات ایران کا ذکر ہے اور صفحہ 268 میں نوٹ نمبر 31 میں تفصیل ہے۔ پرانے رسم الخط کے مخصوص ہجہ میں عبارت درج ہے۔ پہلا مذہب یہودی ہے۔ یہ تو صاف ہے۔ بدھوں کو سرامان کہتے تھے اس کو سالمان لکھا گیا۔ رسم خط میں "ر" کو "ل" میں بدل دیتے تھے۔ برہمن کو بلہمن لکھا گیا اور ناصرا کو ناصلا اور کرسچین کو کلسچین۔ فرائی لکھتے ہیں۔

"مذاہب کے یہ سارے نام کچھ حد تک ایک عقدہ ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ ایران کے علاقائی مذاہب نہیں ہیں بلکہ وسیع و عریض سلطنت میں پائے جانے والے مذاہب میں ہوسکتا ہے کہ ناصرا عیسائیوں یا نیم عیسائیوں کے بعض فرقے ہوں یا یوحنا کے پیروکار لیکن یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ ناصرا اور کرسچین کون مراد ہے؟

ہمارے نظریہ کی رو سے کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ ناصرا یا نصاریٰ مشرق کے عیسائیوں کا نام ہے اور کرسچین مغرب ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کتبات سے ہمارے استدلال کی تائید بھوشیہ مہا پران کے ایک قدیم نسخہ سے بھی ہوتی ہے۔ اسے نسخہ بمبئی کہتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے پیرو ہندوستان کے برہمنی علاقہ یعنی گنگ و جمن کے علاوہ سارے جگت میں ہیں۔ سارے جگت سے مراد ہندوستان کا شمال مغرب، افغانستان، کاشغر، کشمیر اور ایران وغیرہ ہیں۔ "بھوشیہ پران کی ادوچنا" میں پنڈت منسارام نے اس شلوک کا ترجمہ بایں الفاظ دیا ہے۔

سرسوتی ندی پوتر برہم ورت (گنگ و جمن کے برہمن علاقوں) کے ماسوا سارا جگت ملیچھ اچاریہ حضرت موسیٰ کے پیروؤں سے بھرا پڑا ہے"۔ (پرتی سرگ پرب کھنڈ۔ 1 ادھیاء 5 شلوک 30)

اس حوالے میں ہندوستان کے شمال مغرب اور ممالک شرقیہ میں بنی اسرائیل کی وسیع آبادیوں کا ذکر ہے۔ ناصرا یا نصاریٰ کس طرح پیدا ہوئے۔ بھوشیہ پران میں مزید برآں واضح الفاظ میں ذکر ہے کہ عیسیٰ مسیح ہمالہ دیش میں آئے اور وہاں وہ ایک الہامی صحیفہ کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے پیروکار ناصرا یا نصاریٰ کہلائے۔ یہ حوالے ہمارے استدلال کی تائید میں ہیں اور ترتیب مذاہب کی توثیق ہوجاتی ہے۔

قرآن حکیم نے حضرت مسیح علیہ السلام سے وابستہ لوگوں کا نام انصار اور نصاریٰ رکھا ہے۔ انجیل میں ناصرہ بستی کی بنیاد پر "ناصری" آیا ہے۔ ان کتبات میں ناصرا نام قرآن کی تائید کرتا ہے۔ حضرت مسیح کی امت کا نام انصاراللہ کی بنیاد پر نصاریٰ تھا نہ کہ کسی بستی کے نام پر۔

کتبات ایران میں جو ترتیب مذاہب ہے اس میں اول نمبر پر یہود کا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ ایران کے شمال مشرق میں اور ہندوستان کے شمال مغرب میں یہودی اس کثرت سے آباد تھے کہ مردم شماری میں ان کا نام اول درجے پر آتا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی امت چونکہ یہودیوں میں سے معرض وجود میں آئی اس لئے وہ "ناصرا" کہلائی جو کہ نصاریٰ کی ذرا مختلف شکل ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب "مسیح

ہندوستان میں" تفصیلاً یہ مضمون بیان کیا ہے جو کہ کتبات ایران میں مجملاً بیان ہوا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اور قرآن شریف میں ایک یہ بھی آیت حضرت مسیح کے حق میں ہے۔ وجیھا فی الدنیا و لاخرۃ و من المقربین۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا میں بھی مسیح کو اس کی زندگی میں وجاہت یعنی عزت اور بزرگی ملے گی اور مرتبہ اور عام لوگوں کی نظر میں عظمت اور بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودوس اور پلاطوس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی بلکہ غائت درجہ کی تحقیر کی گئی ہے اور یہ خیال کہ دنیا میں پھر آکر عزت اور بزرگی پائیں گے یہ ایک بے اصل اور وہم ہے...... مگر واقعی اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس بدبخت قوم کے ہاتھ سے نجات پاکر جب ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری کے فخر سے بخشا تو اس ملک میں خدا تعالیٰ نے ان کو بہت عزت دی اور بنی اسرائیل کی وہ دس قومیں جو گم تھیں اس جگہ آکر ان کو مل گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اس ملک میں آکر اکثر ان میں سے بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے اور بعض ذلیل قسم کی بت پرستی میں پھنس گئے تھے۔ اکثر ان میں حضرت مسیح کے اس ملک میں آنے سے راہ راست پر آگئے اور چونکہ حضرت مسیح کی دعوت نے "آنے والے نبی" کو قبول کرنے کے لئے وصیت کی تھی اس لئے وہ "دس فرقے" جو اس ملک میں آکر افغان اور کشمیری کہلائے آخر کار سب کے سب مسلمان ہو گئے غرض اس ملک میں حضرت مسیح کو بڑی وجاہت پیدا ہوئی۔ (مسیح ہندوستان میں صفحہ نمبر 50 تا 51) اس طرح اس کتاب کی تیسری فصل کے شروع میں فرماتے ہیں۔

"چونکہ طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام واقعہ صلیب سے نجات پاکر کیوں اس ملک میں آئے اور کس ضرورت نے ان کو اس دور دراز سفر کے لئے آمادہ کیا...... سو واضح یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے فریضہ رسالت کی رو سے ملک پنجاب اور اس کے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے جن کا نام انجیل میں "اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں" رکھا گیا ہے ان ملکوں میں آ گئے تھے.... اس لئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس ملک کی طرف سفر کرتے اور ان گمشدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالی کا پیغام ان کو پہنچاتے اور جب تک وہ ایسا نہ کرتے تب تک ان کی رسالت کی غرض بے نتیجہ اور نامکمل تھی"۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ نمبر 91)

اسی طرح اپنی عربی کتاب "الھدی والتبصرہ لمن یری" میں عربی عبارت میں فرماتے ہیں۔

" ومن المعلوم ان بنی اسرائیل فی عھد عیسی علیہ السلام کانوا متفرقین منتشرین فی بلاد الھند و فارس و کشمیر فکان فرضہ ان یدرکھم ویلاقیھم ویھدیھم الی صراط الرب القدیر وترک الغرض معصیہ" (صفحہ 122)

سباق عبارت میں ہے۔

"ولتعلم ان صعود عیسی الی السماء تتمہ علیہ ومن اشنع الفریۃ اکان فی السماء قبیلۃ من بنی اسرائیل فدلف الیھم لا تمام الحجہ ولما لم یکن الامر کذالک فای" ضرورۃ نقل اقدامہ الی السماء"

دکھ دی ونڈ

کتنے دامن پھیلے تھے کتنی آنکھیں بھیگی تھیں
کتنے لمحے بیتے تھے کتنی آسیں جاگی تھیں
کتنے جذبے مچلے تھے کتنی دعائیں مانگی تھیں
سچے دلوں سے نکلی تھیں

جب ساجن کی نگری سے سکھ سندیسے آتے تھے
سکھ سندیسے آ آ کر سجدوں کو مہکاتے تھے
چاند امیدوں کے اُس دم بام و در کو سجاتے تھے
حمد سے دل بھر جاتے تھے

ہائے اب امیدوں کا یہ موسم بھی بیت گیا
ایک پیارے ساجن کے من مندر کا مِیت گیا
گیت جو دل میں رہتا تھا مِیت گیا تو گیت گیا
ہم ہارے وہ جیت گیا

ساجن کی نگری سے آج درد سنیہا آیا ہے
اب اس پیار کی بستی پر غم کا گہرا سایا ہے
پھول سا ہر ایک چہرہ واں مرجھایا مرجھایا ہے
رنگ خزاں کا چھایا ہے

ساجن جی یہ کہتے ہیں یہ ایشر کی لیلا ہے
اس کی اچھیا پر واری سارے جگ کی اچھیا ہے
اب بھی یہ دکھیارا من گیت اسی کے گاتا ہے
شکر زباں پر لاتا ہے

(میجر (ریٹائرڈ) منظور احمد صاحب۔ ساہیوال)

حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب

چند یادیں

(مکرم صوبیدار عبدالمنّان صاحب دہلوی)

مکرم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے بڑی بھر پور زندگی گزاری۔ انسانی ہمدردی، خدمت خلق اور محبت و شفقت کا ایک حسین و جمیل پیکر تھے کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ نظر آتا تھا۔ حضرت میر صاحب کی زندگی اتنی ہمہ گیر تھی کہ اس پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس وقت میں صرف چند تاثرات پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس عاجز کو سید میر داؤد احمد صاحب کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ سلسلے کے فدائی، امام جماعت کے عاشق اور اسوہ رسولؐ کے پابند دین حق کی بقاء کے لئے جان پر کھیل جانے والے نڈر مجاہد، غریب پرور، اعلیٰ درجے کے منتظم، منکسر المزاج اور بے نفس انسان ہونے کے علاوہ اور بھی بکثرت خوبیوں کے حامل تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو مجھ سے دریافت فرماتے۔ صوبیدار صاحب آپ کس وقت سوتے ہیں؟ میں عرض کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں جاگنے کے لئے لایا ہے تو پھر کتنی ناشکری ہوگی کہ میں اس موقع کو سو کر گزار دوں۔ نہ میں خود سوتا ہوں اور نہ ہی میرے ساتھی۔ آپ ہنستے ہنستے کئی دفعہ فرماتے کہ صوبیدار صاحب آپ کو کیوں نہ کسی کمرہ میں بند کر دیا جائے۔ تاکہ آپ بھی سو کر آرام کر لیں۔ میں ہر چند دیکھتا تھا کہ یہ مرد مجاہد انتھک محنت کرتا ہے جس نے سلسلے کی بہت سی ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی ہیں اور یوں نظر آتا ہے جیسے

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس کے باوجود ہر وقت ہشاش بشاش اور خوش و خرم نظر آتے تھے۔ کبھی بھی میں نے آپ کی پیشانی پر شکن نہ دیکھی۔ آپ کا طرز تکلم بھی نرالا تھا۔ دوسروں کی پاسداری کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت خلیفہ المسیح الثانی (اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کے پاؤں کے انگوٹھے کے ناخن میں ایک تکلیف پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے حضور کبھی کبھی مخمل کا سیاہ بوٹ پہنا کرتے تھے۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی "نخلہ" مقام پر تشریف فرما تھے۔ ایک دن بعد نماز عصر مکرم میر صاحب جب اندرون خانہ سے باہر تشریف لائے۔ تو ان کے ہاتھ میں وہ بوٹ تھا میرے قریب آکر فرمانے لگے۔ یہ بوٹ حضور کا ہے۔

بالکل نیا ہے۔ حضور کے لئے آیا ہے۔ صوبیدار صاحب اگر آپ پسند کریں تو رکھ لیں۔ اللہ اللہ کیا عجیب انداز جودو سخا تھا۔

اسی طرح میرے پاس قریباً دو سال سے گرم کوٹ نہیں تھا اور صبر شکر اور الحمد للہ کہتے ہوئے ٹھنڈے کوٹ پر ہی قناعت کرتا رہا۔ ایک سال جلسہ سالانہ سے قبل جبکہ ابھی سردیوں کی آمد آمد تھی۔ رات کی تاریکی میں ایک بچہ میری عدم موجودگی میں آیا اور ایک نہایت بہترین قسم کا جیکٹ غریب خانہ پر دے کر چلا گیا۔ جس کی جیب میں ایک سر بند لفافہ رکھا ہوا تھا جب میں گھر آیا اور لفافہ کھولا تو اندر سے ایک چھوٹی سی چٹ نکلی۔ جس پر لکھا تھا کہ "بالکل نیا ہے کسی نے ایک مرتبہ بھی نہیں پہنا اگر آپ پسند فرمائیں تو پہن کر شکریہ کا موقعہ دیدیں۔ والسلام سید داؤد احمد"

محترم میر صاحب کو خلیفۃ المسیح سے بے انتہا عشق تھا۔ 1965ء کی جنگ پاک و ہند کے موقعہ پر ایک رات قریباً ایک بجے دشمن نے ہوائی حملہ کر کے دریائے چناب میں بم گرایا۔ جس کے دھماکہ سے فضاء میں ایک خوفناک ارتعاش اور زمین پر زلزلہ کی کیفیت نمودار ہوئی۔ عمارتیں لرز اٹھیں۔ بس پھر کیا تھا مکرم میر صاحب دوڑے ہوئے آئے اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کے گھر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے جہاں یہ عاجز پہلے سے ہی موجود تھا۔ ان دنوں حضور حضرت سیدہ مہر آپا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔

حضرت میر صاحب جب دن یا رات کے وقت فائرنگ کی آواز سن پاتے اگر دور ہوتے تو فون پر۔ قریب ہوتے تو دوڑ کر آتے اور مجھ سے مل کر اطمینان کرنے کے بعد پھر اپنے کام کاج میں مشغول ہو جاتے۔

اگر کسی وقت بجلی کی رو بند ہو جاتی تو بیقرار ہو جاتے۔ جب تک بجلی کی رو بحال نہ ہو جاتی۔ بھاگے دوڑے پھرتے یا پھر جنریٹر چلنے پر سکون محسوس کرتے۔ غرضیکہ حضور اور آپ کے اہل خاندان کے ساتھ ایک عشق کی سی کیفیت تھی۔

مکرم حضرت میر صاحب جتنا عرصہ بھی افسر جلسہ سالانہ رہے۔ دن اور رات میں بار بار خود آکر مہمانوں کی آمد، کھانے کی تیاری، تقسیم خوراک اور ہر قسم کی اونچ نیچ سے حضرت امام جماعت (ثالث) کو باخبر رکھتے۔ روزانہ رات کو حضور کی خدمت میں تحریری رپورٹ بھی باقاعدگی سے بھیجتے اور یہ سلسلہ ایام جلسہ کی ابتداء سے لیکر مہمانوں کی واپسی تک جاری رہتا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری بند ہونیکی صورت میں رپورٹ اس عاجز کے ذریعے حضور کے ہاتھوں تک بھجواتے۔ آپ کو مہمانوں کی نگہداشت و دلداری میں پورے طور پر منہمک پایا گیا اکثر ایسا ہوا کہ میں نے حضرت میر صاحب کو رات ایک بجے حلقہ بیت مبارک کی حدود میں گشت کرتے پایا ہے تو پھر تہجد کے وقت بھی حلقہ بیت مبارک سے گزرتے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محترم میر صاحب جلسہ کے پورے ایام میں آرام کو پورے طور پر خیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔

مکرم میر صاحب کو کھانا کھانے کا اتنا خود لطف نہیں آتا تھا۔ جتنا کہ مہمانوں کو کھلا کر سکھ اور آرام پہنچا کر دلی مسرت و راحت محسوس کرتے تھے میں نے اکثر دیکھا

کہ میر صاحب کے ساتھ جامعہ احمدیہ کا کوئی نہ کوئی طالبعلم بطور معاون موجود رہتا۔ میں نے حضرت میر صاحب سے کھانے کے متعلق دریافت کیا اور خود اپنا حال بھی بتایا کہ عاجز کو تو کام کی کثرت کی وجہ سے کھانا کھانے کی بھی فرصت نہیں ملتی اور جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو اس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ یہ ایک گھلی ہوئی چیز کی طرح گلاس میں پڑی ہو۔ جسے میں ایک ہی دفعہ منہ سے لگا کر غٹا غٹ حلق سے نیچے اتار کر ڈیوٹی پر حاضر ہو جاؤں۔

تو ہاں! جناب میر صاحب آپ فرمائیے آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟ کیا آپ کو بھی کھانا کھانے کے لئے کوئی موقع میسر آتا ہے یا نہیں؟ اس پر میر صاحب نے فرمایا۔ چائے جتنی بھی پلا دو۔ وہ کھڑے کھڑے ہی پی لیتا ہوں۔ کھانے کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ مجھے تو کھانا کھانے کی نہیں سوجھتی۔ البتہ کھلانے میں شیر ہوں۔ میں اپنے کھانے کا مطلق فکر نہیں کرتا یہ سن کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ کہ جو شخص ایک لاکھ مہمانوں کا کھانا تیار کرواتا ہے۔ وہ اپنا فکر نہ کرے۔

حضور کے سفر یورپ و افریقہ سے کامیاب و کامران مراجعت کی خوشی کے موقعہ پر مکرم میر صاحب نے اہل ربوہ کی طرف سے ایک دعوت طعام کا اہتمام کیا۔ حضور اور تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کرنے کے بعد عاجز سے یوں مخاطب ہوئے۔ صوبیدار صاحب کیا ہمیں بھی خدمت کا موقعہ دیں گے۔ میں نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمانے لگے آپ کے تمام پہرہ حفاظت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آپ اپنے تمام عملہ کو حضور کے ہمراہ کھانے میں شریک کرلیں۔ تاکہ یہ لوگ بھی سب کے ساتھ مل کر کھائیں اور جب حضور تشریف لیجائیں تو پھر ان لوگوں کو بھوکا نہ جانا پڑے۔ عاجز نے آپ کی اس دلی خواہش کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اس پر فرمانے لگے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ ایک آن بھی یہ برداشت نہ کرتے تھے کہ جس دعوت کا انتظام ان کے ہاتھ میں ہو۔ اس پر آئے ہوئے محافظین بھوکے ہی واپس جائیں۔ یہانتک کہ درویشوں بلکہ جہاں تک آپ کی نظر کام کرتی تھی کسی کو بھی کھانے سے محروم نہیں ہونے دیتے تھے۔

دوبارہ حضور کے سفر افریقہ سے واپسی پر جو دعوت طعام دی گئی اس موقعہ پر گجرات سے مٹی کے نہایت نفیس برتن منگوا کر حضور اور تمام مہمانوں کی خدمت میں ان برتنوں میں کھانا پیش کیا گیا۔ جس وقت تمام احباب کھانا تناول فرما چکے۔ تو لوگوں کے آگے رکھے ہوئے برتنوں میں کھانا بچ رہا۔ اس عقدہ کو محترم میر صاحب نے اس طرح سے حل کیا کہ آپ حضور کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا۔ حضور اگر اجازت ہو تو لوگ اپنے اپنے برتن بھی تبرکاً اپنے ہمراہ ہی لے جائیں؟ اس پر حضور نے اجازت فرما دی۔ اس طرح اس پنڈال کی صفائی بھی ہو گئی اور اس کے علاوہ جو کھانا برتنوں میں بچ رہا تھا۔ اس میں لوگوں کے بال بچوں نے شریک ہو کر اس خوشی میں برابر کا لطف اٹھالیا۔

یہ واقعہ آپ کے حسن انتظام کے علاوہ آپ کی غیر معمولی فراست کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔

اے خدا بر تُربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیتِ النعیم

محترم شیخ عبدالقادر صاحب آف لاہور جو کہ محقق کے نام سے بھی معروف ہیں۔ ان کے بارے میں بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ آپ شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ کی ایک نعتیہ غزل "مہارت" رسالہ میں شائع ہوئی ہے۔ شیخ صاحب نے وہ غزل قارئین خالد کے لئے ارسال کی ہے جو پیش خدمت ہے۔

رحمۃ للعالمین

فیض احمد فیض کی مشہور غزل سے متاثر ہوکر

کوثر و تسنیم کیا ہے؟ تیرے میخانے کا نام
دل مرا روحانیت کے ایک پیمانے کا نام

آسماں پر پھر ابھر آئی ہے فاراں کی لکیر
امن عالم ہے، تمہارے بام پر آنے کا نام

حلقۂ زنجیر پا ہے، سب رہائی پائیں گے
اور آزادی، غلامی میں ہے آ جانے کا نام

دوستو! اُس یار کے فیضان کی باتیں کرو
آج باقی ہے جہاں میں جس کے میخانے کا نام

محتسب کہتا ہے چھوڑو، نام میں رکھا ہے کیا؟
رشتۂ جاں ہے تمہارے نام کے پانے کا نام

غنچۂ دل میں محبت کی چٹک پیدا نہ ہو
جان لو، یہ نور قلب و جاں کے ہے جانے کا نام

آج پھر کرتا ہوں میں تیرے شہیدوں کو سلام
سوزش الفت ہے پروانے کے جل جانے کا نام

لوگ کہتے ہیں کہ ہے نیرنگئ فطرت بہار
فی الحقیقت یہ تو ہے محبوب کے آنے کا نام

دوستو! اس چشمِ نم کی کچھ کہو جس کے بغیر
پھول، شبنم، ابر رحمت ہے نہ میخانے کا نام

عبدالقادر

(ہفتہ وار "مہارت لاہور" 15 جنوری 21 جنوری 1992ء)

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

(تحریر:۔ صوفی محمد اسحاق صاحب۔ ربوہ)

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز اور جیّد ترین علماء میں سے ایک تھے۔ آپ ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے مقرر، مصنف، منتظم اور بہت ہی کامیاب احمدی مناظر تھے۔ خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان کی آخری کلاسوں کا طالب علم تھا کہ آپ کئی سال تک بلاد عربیہ میں دعوت الی اللہ کا فریضہ بجا لانے کے بعد واپس قادیان تشریف لائے تو ایک دفعہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب فاضل (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے کچھ غیر از جماعت معزز دوستوں کو بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے ایک ہال کمرہ میں مدعو کیا اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو انہیں خطاب کرنے کی دعوت دی اور میں نے پہلی مرتبہ دیکھا کہ آپ نہایت ہی شائستہ اور پر اثر طریق سے ایک بے حد پر کشش اور دل نشیں پیرایہ میں ان حضرات کو دعوۃ الی اللہ دے رہے تھے۔

بعد ازاں جب خاکسار جامعہ احمدیہ میں داخل ہوا تو آپ اس وقت جامعہ احمدیہ کے پرنسپل بن چکے تھے۔ آپ ان دنوں سبز پگڑی پہنے اور شیروانی میں ملبوس نہایت ہی بھلے اور دل کش شخصیت معلوم ہوتے تھے۔ ہمیں ان سے عربی، منطق اور علم کلام پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ اپنے مضمون کی خوب تیاری کر کے آتے اور بڑی محنت اور توجہ سے اپنے مضمون کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کراتے تھے۔ مولوی فاضل کے امتحان سے قبل آپ ہمیں اپنے گھر بلا کر بھی پڑھاتے۔ ٹیوشن لینے کا تو کوئی سوال ہی نہیں بلکہ آپ بسا اوقات ہمیں اپنے گھر سے چائے بھی پلایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس نے ہمیں ایسے دلربا اور بے لوث اساتذہ سے نوازا تھا۔

تقاریر تو میں نے ان کی جلسہ سالانہ اور دیگر کئی مواقع پر سنیں جو نہایت ہی عالمانہ اور مؤثر دلائل پر ہوا کرتی تھیں۔ آپ کی تقریر میں روانی بلا کی تھی اور یوں لگتا تھا کہ گویا آپ کے دہن شیریں سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

مولانا موصوف ایک جید عالم ہونے کے ساتھ نہایت درجہ عبادت گذار اور دعا گو انسان تھے۔ مجھے ایک سفر میں ان کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ گوجرانوالہ شہر کی بات ہے کہ علی الصبح جب ہم نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور مولانا موصوف نے نماز نفل کی نیت کے ساتھ

تکبیر تحریمہ پڑھی تو ذرا اونچی آواز میں ثناء سے پہلے ہی بسم اللہ پڑھی جو اغلباً مجھے یہ بتانے کے لئے پڑھی کہ ثناء سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔ یہ حدیث نبوی کے عین مطابق ہے کہ "کُلُّ اَمۡرٍ ذِیۡ بَالٍ لَمۡ یُبۡدَاۡ بِبِسۡمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبۡتَرُ" چنانچہ اس کے بعد سے میں اب ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہوں کہ ہر نماز میں خواہ وہ فرض ہو یا سنت یا نفل میں ثناء سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتا ہوں اور اس سے بھی میرے دل میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔

آپ کی عربی زبان نہایت شستہ، سلیس اور فصیح و بلیغ تھی۔ درحقیقت مجھے عربی زبان میں زیادہ شغف صرف انہی کی وجہ سے پیدا ہوا اور اس کا مجھے افریقہ میں بہت ہی فائدہ ہوا جہاں مغربی افریقہ میں لبنانی تاجروں کی کثرت پائی جاتی ہے اور کتابی عربی بولنے کے باعث میرا بے حد احترام کرتے تھے۔ مغربی افریقہ میں ہی ایک لبنانی مکرم سید حسن محمد صاحب ابراہیم الحسینی جو احمدی ہو چکے تھے کے ہاں مجھے مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم کے مصنفہ رسالہ "البشارۃ ۔۔۔۔۔ الاحمدیہ" کے بہت سے نسخے ملے جن کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ مجھے بہت ہی لطف آیا بلکہ ان کے ذریعہ سے میرے علم کلام میں بھی گرانقدر اضافہ ہوا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ایک واقعہ جو انہوں نے مجھے اپنے قیام فلسطین کے دوران وقوع پذیر ہونے والا بتلایا وہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنی جماعت کبابیر میں قیام پذیر تھا اور میری عادت تھی کہ میں نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے ایک ملحقہ وادی میں جا کر ٹہلا کرتا تھا اور ساتھ ہی بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ کہنے لگے کہ میں ایک روز اسی طرح ٹہلتا اور قرآن مجید پڑھتا جاتا تھا لیکن مجھے کوئی علم نہ تھا کہ کوئی شخص گھات لگائے اس نیت سے وہاں بیٹھا تھا کہ مجھے بندوق کی گولی سے قتل کر دے۔ بہرحال وہ کہنے لگے کہ میں تلاوت اور سیر سے فارغ ہو کر واپس اپنے مشن ہاؤس میں آگیا۔ صبح سویرے ناشتہ کے بعد جب میں ابھی مشن ہاؤس میں ہی تھا کہ دو عرب مجھے ملنے کے لئے آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ احمدیت سچی ہے اس لئے ہم بیعت کرنے آئے ہیں۔ میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتلایا کہ رات جب آپ وادی میں ٹہل رہے تھے تو ہم دونوں وہاں ایک اوٹ میں چھپ کر آپ کا انتظار کر رہے تھے اور جب آپ قریب آئے تو ہم نے بندوق چلا دی لیکن وہ بالکل نہ چلی اور یوں لگا جیسے وہ بالکل ناکارہ ہو چکی ہے۔ اس لئے ہم گھر واپس آئے اور بندوق کو اچھی طرح کھول کر دیکھا لیکن اس میں قطعاً کوئی نقص نظر نہ آیا۔ جس کے بعد ہمیں پورا یقین ہوگیا کہ آپ دراصل اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے اس لئے وہ بندوق اس وقت نہ چلی۔ اس لئے ہمیں یہ یقین ہوگیا ہے کہ احمدیت سچی ہے لہٰذا ہم بیعت کرنے آئے ہیں۔

مولانا موصوف ایک اعلیٰ درجہ کے مصنف اور ادیب بھی تھے اور آپ کی تصنیفات عربی اور اردو دونوں زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تصنیف "تفہیمات ربانیہ" ہے جو احمدیت کی سچائی کے بارہ میں نہایت ہی عمدہ دلائل پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے جس کا ہر احمدی گھرانہ میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ مولانا

موصوف کو بہائیت پر بھی پورا پورا عبور حاصل تھا اور آپ نے کئی مقامات پر بہائیوں کو لاجواب کیا- اس موضوع پر آپ کی کتاب "بہائیت پر پانچ مقالے" بہت ہی مشہور ہے- لائبیریا مغربی افریقہ میں چونکہ مجھے بھی بہائیوں سے واسطہ پڑتا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.... نے میری راہنمائی کے لئے یہ کتاب دفتر تبشیر کو کہہ کر خاص طور پر مجھے بھجوائی تھی جس کا مجھے بہت فائدہ ہوا-

مندرجہ بالا خوبیوں کے علاوہ مولانا موصوف ایک بلند پایہ صحافی بھی تھے- آپ کا رسالہ "الفرقان" پوری ربع صدی تک احمدی احباب اور مستورات کو علم اور روحانیت کے نور سے منور کرتا رہا- اس میں آپ نوخیز احمدی شعراء کی حوصلہ افزائی بھی کیا کرتے تھے- یہ ناچیز بھی اپنی اردو اور عربی شاعری میں آپ کی اس نوازش سے مستفید ہوتا رہا- اس ضمن میں ان کا دوسرا کارنامہ احمدی شعراء کو سال میں کم از کم ایک دفعہ دعوت سخن دینا تھا- یہ مشاعرہ ربوہ میں ہوا کرتا تھا-

مولانا موصوف کو جملہ خلفائے احمدیت سے والہانہ محبت تھی اور آپ ہمہ وقت ان کی اطاعت میں مگن نظر آتے تھے-

مولانا موصوف کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری اولاد کو علم دین سے آراستہ کیا- آپ کی زوجہ اول سے آپ کی پہلی بیٹی محترمہ امۃ اللہ زوجہ حکیم خورشید احمد صاحب (جو اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں) سال ہا سال تک احمدی خواتین کے رسالہ "مصباح" کی مدیرہ رہیں اور وہ پہلی خاتون تھیں جنہیں مصباح کی مدیرہ بنایا گیا (ان سے پہلے یہ فریضہ مرد حضرات ادا کیا کرتے تھے)

ایک حسرت ہمیشہ دل میں رہی کہ کاش ہم اپنے محسن و مشفق اساتذہ کی کوئی خدمت کر سکتے جو اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ جب وہ زندہ تھے تو ہم مالی لحاظ سے تنگدست تھے اور اب جب ہمیں کچھ مالی وسعت ملی ہے تو وہ ہمیں داغ مفارقت دے چکے ہیں- اس بارہ میں مجھے کم از کم یہ خوشی ضرور ہے کہ جب 1971ء میں میں نے محلہ دارالعلوم غربی میں اپنا مکان تعمیر کیا تو اس کے افتتاح کے لئے سب سے پہلے میں نے انہیں مدعو کیا اور انہوں نے ہی اس مکان میں اس کے بابرکت ہونے کی دعا کرائی-

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ وہ ہمارے اس شفیق و مہربان استاد کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کے ہم جیسے ناچیز شاگردوں کو ان کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے کی اپنی جناب سے توفیق عطا فرمائے- آمین

اعلان گمشدگی رسید بک

مجلس خدام الاحمدیہ 33 ج ب فیصل آباد کی رسید بک نمبر 5192 گم ہو گئی ہے اور مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی چندہ اس پر نہ ادا کیا جائے- اگر یہ رسید بک کسی کو مل جاتی ہے تو دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان ایوانِ محمود ربوہ بھجوا کر ممنون فرمائیں-

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ پاکستان)

دعوت الی اللہ کے گر

دعائے شفا

(مرسلہ:۔ مہتمم صاحب اصلاح وارشاد)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رفیق حضرت مسیح موعود..... قبولیت دعا کے نشان کے ذریعہ دعوت حق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ میں موضع سعد اللہ پور گیا تو میں نے چوہدری اللہ داد صاحب کو جو ابھی احمدیت سے مشرف نہ ہوئے تھے دیکھا کہ وہ بے طرح دمے کے شدید دورے میں مبتلا تھے اور سخت تکلیف کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے پچیس سال سے پرانا دمہ ہے جس کی وجہ سے زندگی دوبھر ہو گئی ہے۔ میں نے علاج معالجہ کی نسبت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دور دور کے قابل طبیبوں اور ڈاکٹروں سے علاج کروا چکا ہوں مگر انہوں نے اس بیماری کو موروثی اور مزمن ہونے کی وجہ سے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ اس لئے اب میں اس کے علاج سے مایوس ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی بیماری کو لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ کے فرمان سے لاعلاج قرار نہیں دیا۔ آپ اسے لاعلاج سمجھ کر مایوس کیوں ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ اب مایوسی کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارا خدا تو فعال لما یرید ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ "لاتیئسوا من روح اللہ انہ لا یئیس من روح اللہ الا القوم الکفرون"۔ یعنی یاس اور کفر تو اکٹھے ہو سکتے ہیں لیکن ایمان اور یاس اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آپ ناامید نہ ہوں اور ابھی پیالہ میں تھوڑا سا پانی منگائیں میں آپ کو دم کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے پانی منگایا اور میں نے خدا تعالیٰ کی صفت شافی سے استفادہ کرتے ہوئے اتنی توجہ سے اس پانی پر دم کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی اس صفت کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں برستے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ پانی افضال ایزدی اور حضرت مسیح موعود...... کی برکت سے مجسم شفا بن چکا ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ پانی چوہدری اللہ داد کو پلایا تو آن کی آن میں دمہ کا دورہ رک گیا اور پھر اس کے بعد کبھی انہیں یہ عارضہ نہیں ہوا حالانکہ اس واقعہ کے بعد چوہدری اللہ داد تقریباً پندرہ سولہ سال تک زندہ رہے۔ اس قسم کے نشانات سے اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب موصوف کو احمدیت بھی نصیب فرمائی اور آپ خدا کے فضل سے مخلص اور داعی الی اللہ احمدی بن گئے"۔ (حیات قدسی جلد اوّل صفحہ 50)

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی یاد میں

اک غم دیارِ غیر میں تجھ کو سوا ملا

آقا تیرے غموں کا مداوا کرے خدا
وہ غمگسار آصفہ بھی ہو گئی جدا

پہلے ہی دل بنا تھا دکھوں کی آماجگاہ
اک غم دیارِ غیر میں تجھ کو سوا ملا

اپنے وطن میں لوٹنا اس کا بھی دیکھتے
اے زندگی! تو کرتی اگر تھوڑی سی وفا

خاکم بدھن تجھ سے مخاطب ہوں اس طرح
اے قادر و توانا ذرا راز تو بتا

ہر آنکھ اشک بار ہے دلِ ہر کسو حزیں
گلشن میں آج گل کوئی تازہ نہیں کِھلا

کتنا تلخ تھا تجربہ کیسے کروں بیاں
فرقت میں تیری عید کے لمحے گزارنا

شب بھر تمہاری یاد میں آنسو بہے بہت
ہر لمحہ جگر سوزاں سے آتی رہی صدا

ڈھانپے تمہاری روح کو لطف و کرم کے ساتھ
میرے خدا کی مغفرت اور پیار کی ردا

خُلدِ بریں میں تجھکو رتبہ ملے بلند
حق میں تمہارے سیدہ! ساجد کی ہے دعا

(قریشی داؤد احمد ساجد مربی سلسلہ گھانا مغربی افریقہ)

قرآن سب سے اچھا، قرآن سب سے پیارا

(مدیر کے قلم سے)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی آخری شریعت اور آخری الہامی کتاب ہے۔ اس پر عمل کرنا، اس کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنانا اور صبح و شام اس کی تلاوت کرتے رہنا ہر ایک کا فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ" (بخاری) تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھائے۔ پھر فرمایا کہ "مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ" (ترمذی) جس کسی نے قرآن میں سے ایک حرف کی بھی تلاوت کی تو اس کو دس گنا نیکی کا اجر ملے گا ہر حرف کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔ یہ تو تھی اس شخص کی نیک بختی اور سعادت مندی جو قرآن کو پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے۔ اور اس کے بالمقابل وہ شخص جو اس سے بے اعتنائی برتتا ہے تو اس کی بدبختی اور محرومی کا اعلان اس حدیث میں ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا "اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ" (ترمذی) کہ جس کے سینہ میں قرآن کا ذرہ بھی حصہ نہیں تو وہ تو ایک ویرانے کی طرح ہے۔

پس قرآن کی عظمت اور رفعت اور اس کے اعلیٰ اور ارفع مقام اور اس کے حسن و جمال کو پہچانیں۔ یہ قرآن پاک کی بے مثال تاثیرات، اس کی بے پایاں عظمت اور اس کے حسن و جمال کے کامل شعور کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

پھر ایک اور جگہ قرآن سے عاشقانہ محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر ۔ بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

کہ اگر مجھے یہ نظر آ جائے کہ مخلوق خدا قرآن مجید کے حسن دلکش سے آگاہ ہو گئی ہے اور لوگوں پر اس جمال کی حقیقت واضح ہو چکی ہے تو میں خوشی سے بے خود ہو کر رقص کرنے لگ جاؤں۔ حضرت مسیح موعود کے روحانی فرزند ہونے کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ قرآن کریم کے بے پایاں حسن کی قدر کریں اور اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف رغبت اور توجہ دلائیں۔ اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پھیلائیں۔ اس نور سے اپنے دلوں کو بھی منور کریں اور اس نور سے آفاق عالم کو بھی تابندہ اور درخشندہ کر دیں۔

نظم

فرشتے خود محافظ ہوں تمہارے اے میرے آقا
تڑپ کر دل تجھے ہر دم پکارے اے میرے آقا

میں سجدے میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں رو رو کر
کہ لمبی عمر تجھ کو وہ خدا دے اے میرے آقا

تیری تصویر کو جب چومتا ہوں بے قراری میں
میری حالت پہ روتے ہیں ستارے اے میرے آقا

اسی امید پر اب تو تیرا ایوب زندہ ہے
کہ دیکھے تیری آمد کے نظارے اے میرے آقا

(محمد ایوب رحمت غربی)

درخواست دعا

م مرزا عبدالصمد احمد صاحب مہتمم اشاعت کی والدہ (بیگم صاحبہ مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب) دل کے عارضہ سے بیمار ں۔ گذشتہ سال ان کا لندن میں بائی پاس آپریشن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپریشن کامیاب رہا۔ عمومی صحت اچھی تھی تاہم خم ابھی تک کچا ہے یعنی KELOID بن گئے ہیں جس کی بہت تکلیف رہتی ہے۔

مزید برآں انہیں رمضان المبارک کی تیسویں کی رات شدید درد اٹھا۔ فضل عمر ہسپتال میں تحقیق کے لئے داخل کروا دیا یا۔ جہاں بعد تحقیق ڈاکٹر اس نتیجہ پر پہنچے کہ اللہ کے فضل سے دل پر اثر نہیں۔ تاہم مزید تسلی کے لئے راولپنڈی جانا پڑا وہاں حقیق کے بعد ڈاکٹروں نے رائے دی کہ پتہ میں پتھری ہے جس کا فوری آپریشن ضروری ہے۔ آپریشن سے پہلے تین چار دن KELOID کا RADITION سے علاج ہوگا پھر پتہ اور کیلائڈ دونوں کا اکٹھا آپریشن جنرل محمود الحسن صاحب کوثر کلینک یں کریں گے۔ ان حالات میں طبعاً تشویش ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ عفو فرمائے، رحم فرمائے اور انہیں کامل صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ (ادارہ خالد)

پرفیوم اسپرے بنائیے!

(محمد اکرم جاوید چک نمبر ۲۷۵، ر۔ب کرتارپور)

پرفیوم اسپرے بنانا کوئی مشکل کام نہیں بلکہ یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔ تمام پرفیوم کلون میں 80 فی صد اسپرٹ اور 20 فی صد اصل پرفیوم ہوتی ہے۔ اسپرٹ کا بے رنگ و بے بو ہونا ضروری ہے۔ عام طور پر اسپرٹ کی تین اقسام ہوتی ہیں۔ (1) کلوروفام اسپرٹ (2) ریکٹیفائیڈ اسپرٹ (3) میتھنیل اسپرٹ۔

پرفیوم کی تیاری میں کلوروفام اسپرٹ کا استعمال بہتر ہوتا ہے۔ جب کہ میتھنیل اسپرٹ قطعاً استعمال نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ ٹیکنیکل گریڈ کی ہوتی ہے۔ پرفیوم بنانے کے لئے گھر میں پڑی ہوئی کوئی بھی پرفیوم کی خالی بوتل لیں۔ یہ بوتلیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک سیل بند دوسری چوڑی دار (اسکریو) ایک اندازے کے مطابق یہی بوتلیں جو آپ چند پیسوں کے عوض کباڑیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیتے ہیں انہی میں نقلی پرفیوم بھری جاتی ہے اور یہ دوبارہ مارکیٹ میں آجاتی ہے۔

آپ گھر میں پڑی ہوئی چوڑی دار بوتل لیں۔ اس کو کھولیں اور اندازے سے 80 فی صد کلوروفام سپرٹ اور 20 فی صد اصل یعنی کنسنٹریٹڈ ملائیں۔ یہ پرفیوم المونیم کی چھوٹی چھوٹی بوتلوں میں ملتا ہے اور سوئٹزرلینڈ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ ایک اونس کی بوتل 40 روپے کی ملتی ہے اور ایک بوتل پرفیوم کی تیاری میں آپ صرف آدھا اونس کنسنٹریٹڈ پرفیوم ڈالیں گے اور تین اونس اسپرٹ ہوگی۔ اسپرٹ کی بوتل بازار میں 18 روپے میں مل جاتی ہے۔ آپ کو اس کا صرف تین اونس حصہ استعمال کرنا ہے جو کہ پرفیوم کی تیاری میں استعمال ہونے والی بوتل کا 80 فی صد ہوگا۔ جب آپ بوتل میں پرفیوم اور اسپرٹ ڈالیں تو چوڑی دار بوتل کے ڈھکنے کو بند کر دیں اور پمپ کو دو تین مرتبہ پمپ کریں۔ پرفیوم تیار ہے۔

اگر آپ کسی سیل بند بوتل میں پرفیوم بھرنا چاہتے ہیں تو بوتل پر لگے ہوئے پمپ کا کیپ اتار لیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک باریک نلی بڑی نلی میں پیوست ہے۔ چھوٹی نلی کے اوپر اگر آپ انگلی رکھیں تو وہ پمپ ہوتی ہے۔ چھوٹی نلی کے اوپر انجکشن کی اتری ہوئی سوئی لگائیں۔ انجکشن میں سپرٹ بھریں اور سوئی اس میں پیوست کر دیں۔ اس کے ذریعے پہلی بوتل میں پرفیوم بھریں۔ پھر اسپرٹ ڈالیں۔ یاد رکھیئے کہ انجکشن چھوٹی نلی

میں پیوست کریں تو اس نلی کو نیچے سے دبائیں تب ہی اسپرٹ یا پرفیوم بوتل میں جائے گی ورنہ اندر نہیں جاسکے گی۔ نلی دبانے سے اس کی نوک ہٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے پرفیوم اسپرٹ آسانی سے اندر اور باہر آجاسکتی ہے۔

کنسنٹریٹڈ پرفیوم کا اچھا ہونا ضروری ہے۔ پرفیوم کی دکانوں پر امپورٹڈ پرفیوم چارلی، ٹی روز، بروٹ پروفیسی میں مل جاتی ہیں۔ بازار سے جو پرفیوم آپ سو ڈیڑھ سو میں خریدتے ہیں وہ آپ خود تیار کریں گے تو اس پر 25 روپے کی لاگت آئے گی۔

لیکن بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ یہ تیار شدہ خوشبو جلدی زائل ہو جاتی ہے۔ اس کو دیر تک قائم رکھنے کے لئے پہلے سپرٹ کی BASE بنائیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کلوروفارم سپرٹ میں چند قطرے صندل وڈ آئل کے ڈال دیں جو بازار سے مل جاتا ہے۔ صندل وڈ آئل اتنا ہی ملایا جائے کہ اس کی خوشبو محسوس نہ ہو۔ زیادہ ملانے کی صورت میں اس کی خوشبو اصل خوشبو پر غالب آجائیگی یا دو خوشبوئیں مل کر کوئی نئی خوشبو بن جائیگی۔

***

ایک ہزار روپے کا انعامی مقابلہ

ادارہ خالد ماہنامہ "خالد" و "تشحیذ الاذہان" ربوہ کے ٹائیٹل کو ڈیزائن کروانا چاہتا ہے تاکہ دوسرے بین الاقوامی رسائل و جرائد کی طرح مستقل بنیادوں پر وہ ٹائیٹل (مونوگرام) رسالہ خالد / تشحیذ کی پیشانی کی زینت بن سکے۔ تمام آرٹسٹ صاحبان اور فائن آرٹس میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو دعوت عام ہے کہ وہ ایک خوبصورت اور دیدہ زیب ٹائیٹل ڈیزائن کر کے "دفتر ماہنامہ خالد ایوان محمود ربوہ" رجسٹرڈ خط کے ذریعہ بھجوائیں۔ ایک کمیٹی بہترین ڈیزائن کا انتخاب کرے گی اور اس اول آنے والے ڈیزائن کے مالک کو۔/1000 روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

ڈیزائن میں مندرجہ ذیل الفاظ ضروری ہیں:۔ "ماہنامہ خالد ربوہ، ایڈیٹر ......، ماہ اور سن"

"ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ، ایڈیٹر ......، ماہ اور سن"

مقابلے میں شامل ہونے کے لئے آپ کے ڈیزائن یکم اگست 92ء تک دفتر ماہنامہ خالد ربوہ پہنچنے ضروری ہیں۔

اس مقابلے کی جملہ شرائط اور قواعد و ضوابط پر عمل درآمد یا منسوخی، کمیٹی کی اپنی صوابدید پر ہوگا۔

والدین اپنے کردار میں پاکیزگی پیدا کریں

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔

نیز فرمایا خدا کا خوف کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور دلنشین کریں اور اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے اور بنیادوں کا کام دے ان پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1989ء)

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے

جن والدین نے اپنے بچے تحریک وقف نو میں پیش کیے ہیں ان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا۔

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اس کے گرد لپیٹے جانیوالے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دوکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

(مرسلہ:۔ وکالت وقفِ نو۔ تحریک جدید ربوہ)

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کےلیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
15/S نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور،
ٹیلیفون فیکٹری: ۸۰۱۱۸۵
۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

مستونگ کیڈٹ کالج

(حامد مسعود صاحب۔ کوئٹہ)

کوئٹہ سے ہمیں یہ مضمون موصول ہوا ہے۔ قارئین اپنے ماحول میں کسی بھی ادارے یا تاریخی مقام یا اپنے شہر کے بارے میں معلوماتی اور تعارفی مضمون لکھیں۔ ہم اسے افادہ احباب کے لئے شائع کریں گے۔

صوبہ بلوچستان سنگلاخ پہاڑوں کی سرزمین، سرسبز وادیوں کی آماجگاہ، قائد کے آخری ایام کی قیام گاہ، احمد شاہ ابدالی کا راستہ، جہاں قدرتی وسائل و معدنیات سے مالا مال ہے وہاں تعلیمی میدان میں دوسرے صوبوں کی نسبت بہت پیچھے ہے۔ اور خاص طور پر چند سال پہلے اس عظیم صوبے میں تعلیم کی سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ تعلیم کے میدان میں اس صوبے کو دوسرے صوبوں کے مدمقابل لانے کے لئے 1976ء میں وفاقی حکومت نے حکومت بلوچستان کی مدد سے ایک کیڈٹ کالج قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

کیڈٹ کالج مستونگ آر۔ سی۔ ڈی شاہراہ پر واقع ہے جو پاکستان، ایران اور ترکی کو آپس میں ملاتی ہے۔ یہ کالج صوبائی دارالحکومت کوئٹہ سے 54 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کالج کا قیام ایک مشہور تاریخی قصبے مستونگ جسے حال ہی میں ضلع کا درجہ دیا گیا ہے میں واقع ہے۔ کیڈٹ کالج مستونگ کی تعمیر 1983ء میں شروع ہوئی۔ کالج کی تعمیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ طلباء کا معیار تعلیم بلند ہو۔

کالج میں زیر تعلیم کیڈٹس کو جن سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے ان میں فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کی لیبارٹریاں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کمپیوٹر روم، لائبریری، جمنیزیم، آڈیٹوریم، مسجد، ہسپتال، بینک اور ایک پوسٹ آفس بھی شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلباء کو پی ٹی پریڈ، گھوڑسواری اور رائفل شوٹنگ کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

کسی بھی قوم کی تقدیر کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس قوم کے عظیم نوجوانوں کی تربیت صحیح رنگ میں کی جائے۔ اس مقصد کے لئے ہی کیڈٹ کالج کی تعمیر مستونگ میں ہوئی تاکہ نوجوان اپنی بھرپور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اعلیٰ اور عظیم کام سرانجام دیں۔ کالج میں دی جانے والی تربیت کیڈٹس کو اس لحاظ سے مدد فراہم کرتی ہے۔ یہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد

طلباء میدان عمل میں ہمیشہ کامیاب و کامران رہیں گے۔

کالج کا معیار تعلیم بھی بہت بلند ہے۔ گزشتہ سال کیڈٹ کالج کے 48 طالب علموں نے میٹرک کا امتحان دیا جن میں سے 40 طلباء نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ کالج کے ایک طالب علم نے بلوچستان بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ کالج میں داخلے کے لئے ٹیسٹ نومبر، دسمبر میں ہوتا ہے۔ ہر سال 60 طالب علموں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ نشستوں کی تخصیص ضلعی بنیاد پر ہے۔

چونکہ کیڈٹ کالج مستونگ ایک رہائشی ادارہ ہے اس لئے یہاں کا ہر کام منظم طریقے پر کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود کام کرنے کی عادت پڑتی ہے اور اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی وفات پر

کر کے سب کو مبتلائے رنج و غم رخصت ہوئیں
راہیٔ ملکِ عدم سوئے عدم رخصت ہوئیں

ایک پل کو بھی نہ وہ ٹھہریں پسِ حکمِ خدا
باندھ کر رختِ سفر جو صُبحدم رخصت ہوئیں

وہ رہیں باغِ اِرم میں پرتوِ رحمت تلے
اور فضلوں کی ہوا بھی چار سو ان کے چلے

(سید اسرار احمد توقیر ربوہ)

جلد 39 شمارہ 9 قیمت 4 روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

شذرات

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا

کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ وہ اسے گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کردے۔

"اگر آپ لوگ باہمی تعاون سے کام کریں۔ ماضی کو بھول جائیں اور گزشتہ صلوات پر عمل کریں تو یقیناً کامیاب ہونگے۔ اگر آپ مل جل کر اس جذبے کے تحت کام کریں کہ ہر شخص خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ماضی میں آپ کے تعلقات ایک دوسرے سے خواہ کیسے ہی رہے ہوں۔ اس کا رنگ، نسل، مذہب کچھ ہی ہو۔ اولاً ثانیاً آخراً اسی مملکت کا شہری ہے۔ اس کے حقوق مراعات اور ذمہ داریاں مساوی یکساں ہیں۔ تو ہم بے حد ترقی کر جائیں گے ہمیں اس جذبے کے تحت کام شروع کر دینا چاہیئے پھر رفتہ رفتہ اکثریت اور اقلیت کے مسلمان فرقہ اور ہندو فرقہ کے تمام اختلافات مٹ جائیں گے"۔ (قائداعظم کا مجلس دستور ساز سے خطاب۔ 14 اگست 1947ء از خطبات قائد اعظم صفحہ 565)

پاکستان مجلس دستور ساز کے افتتاحی اجلاس منعقدہ 11 اگست 1947ء کے صدارتی خطبہ میں قائداعظم نے فرمایا "اگر ہمیں پاکستان کی اس عظیم الشان ریاست کو خوشحال بنانا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہود کی جانب مبذول کرنا چاہیئے۔ خصوصاً عوام اور غریب لوگوں کی جانب۔ اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت، صوبہ پرستی، فرقہ بندی اور دوسرے تعصبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔

ہندوستان کی آزادی کے راستے میں اصل رکاوٹ یہی تھی اگر یہ نہ ہوتی تو ہم کبھی کے آزاد ہوگئے ہوتے اگر یہ آلائشیں نہ ہوتیں تو چالیس کروڑ افراد کو کوئی زیادہ دیر تک غلام نہ رکھ سکتا تھا۔

یورپ خود کو مہذب کہتا ہے لیکن وہاں کے بعض پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک آپس میں خوب لڑتے ہیں یہ لڑائی آج بھی جاری ہے وہاں کی بعض ریاستوں میں آج

بھی مذہبی افتراق موجود ہے۔ مگر ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے ہیں اور مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

آپ آزاد ہیں آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب کسی عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہیئے اور آپ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہ رہے گا اور مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہب مفہوم میں نہیں کیونکہ یہ ہر مسلمان کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے"۔

2 نومبر 1941ء انجمن اتحاد طلبہ جامعہ اسلامیہ علی گڑھ میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا "مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیئے کہ چھوت چھات صرف انہیں کے مذہب اور انہیں کے فلسفہ میں جائز ہے ہمارے ہاں ایسی کوئی بات نہیں۔ اسلام انصاف، مساوات، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے۔ بلکہ جو غیر مسلم ہماری حفاظت میں آجائیں ان کے ساتھ فیاضی کو بھی روا رکھتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور اس ریاست میں وہ شہریوں کی طرح رہیں گے"۔

فرمودات قائداعظم کی روشنی میں اگر ہم اپنے اخلاق، کردار اور ماضی و حال کے رویوں کا جائزہ لیں تو عام تو درکنار قائد کے ورثہ کی نگہبانی کا دعویٰ کرنے اور خود کو قائد کا جانشین ثابت کروانے پر تلے ہوئے راہنمایان نے بھی سخت مایوس کیا ہے۔ اور قوم کو افتراق و انتشار کے گہرے کھڈ میں پھینکنے کے شرمناک فعل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مصور پاکستان علامہ سر محمد اقبال نے جب ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیا تو وہ اہل سنت، اہل حدیث، اہل تشیع، دیوبندی، بریلوی اور دیگر فرقہ ہائے اسلام کے لئے نہ تھا بلکہ یہ ملک اسلام کے لئے مانگا گیا تھا۔ اس ارض مقدس پر فقہی یا ملکی نظام کو رائج کرنے کا ارادہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہاں قرآن و سنت کے قانون و آئین کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ قائداعظم نے جب یہاں کے باسیوں کے نئے نظام کی نوید سنائی تو ان کے پیش نظر سندھی، پنجابی، بلوچ، پٹھان یا مہاجر قومیت نہیں تھی بلکہ وہ اپنے خطبات میں امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستانی عوام کو مخاطب کرتے رہے۔ حقوق و فرائض کا تعین کرتے وقت قرآن و حدیث کے مسلمہ اصولوں اور مروجہ جمہوری طریقہ کو بنیاد تصور کیا گیا اور پیش نظر

"موت ہے ایک ہی خرمن کے دانوں میں دوئی"

آج اگر چوالیس سالہ پاکستانی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنا تشخص قائم نہیں کر پائے اور نہ ہی امت مسلمہ سے اپنا تعلق جوڑتے ہوئے اپنے لئے حکمت عملی ترتیب دے پائے ہیں۔

باہمی اختلافات فروعی اور نزاعی جنگ وجدل، فرقہ وارانہ کشیدگی اور بنیادی معاملات سے یکسر انحراف کرتے ہوئے جزوی معاملات پر تیز و تند اور طول و طویل بحث مباحثے ہمارا موضوع سخن رہا ہے۔

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

"مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا" بعینہ یہی بات اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمائی اور مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ "اے اہل ایمان خود کو تفرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہ کرو" پھر ارشاد ہوا "مومنون تمہارا انتشار اور افتراق تمہاری دھاک کو ختم کرتا ہے اور کفار کے لئے تمہارے خلاف محاذ آرائی آسان ہوجاتی ہے" پھر ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقے مت ڈالو" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا یہ سب سے بڑا عذاب ہے کہ وہ اسے فرقوں اور گروہوں میں بانٹ دیتا ہے"۔

آج امت مسلمہ جو کہ شدید ترین انتشار اور افتراق کا شکار ہوچکی ہے اور یہ شیرازہ بندی گروہ در گروہ جاری ہے۔ لہذا درج بالا حدیث کی رو سے ہم آج کل بھی عذاب الہٰی سے دوچار ہیں۔ مگر شاید ہمارے پاس وہ نظر نہیں ہے کہ ہم اسے محسوس کرسکیں یا شاید وہ قلب و جگر اور احساس نہیں ہے جو ان حالات کی سنگینی کا ادراک کرتے ہوئے اس کی راہیں مسدود کرے اور امت مسلمہ اور قوم پاکستانی کو تسبیح کے دانوں کی طرح پرو کر دشمنان وطن کے خلاف سیسہ پلائی دیوار اور عدوان اسلام کے خلاف بنیان مرصوص بنا ڈالے۔

آج جبکہ ہم آپس میں باہم دست و گریباں فقہی اور مسلکی اختلافات میں الجھے ہوئے ہیں جبکہ جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کا دور بڑی تیز رفتاری سے گزرتا جا رہا ہے۔ غیر اقوام فکر و تدبر اور سوچ وبچار کے میدانوں میں کامیابی کے جھنڈے گاڑتے جا رہی ہیں اکیسویں صدی وقت کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔ اور ہم علماء بغداد کی طرح کفر کی صنعت لگائے ایک دوسرے پر فتوے جاری کرنے میں مصروف ہیں۔ اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن یہ حضرات بھی اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے ریت میں سر چھپا کر طوفان کے پلٹنے کا یقین کئے بیٹھے ہیں"۔ (بشکریہ ہفت روزہ "مہارت")

دعائے مغفرت

مکرم و محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز مدیر ماہنامہ انصار اللہ کی چھوٹی ہ
عزیزہ خدیجہ ناز صاحبہ زوجہ مکرم شہادت علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ
کے مرض میں مبتلا ہو کر مورخہ 15 جون 1992 بوقت 10 بجے قبل دوپہر
عمر ہسپتال میں وفات پاگئیں۔ عزیزہ مرحومہ صدقہ و خیرات کیلئے باتھ
رکھتیں چندوں میں باقاعدہ حصہ لیتیں۔ تحریک جدید میں ہمیشہ معاون خص
صف دوم کا چندہ ادا کرتیں اور خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ ک
جنازہ اسی روز بعد نماز مغرب بیت المبارک میں محترم مولانا دوست
صاحب شاہد نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں بعد تدفین، دعا محترم صاحبزادہ
غلام احمد صاحب نے کروائی۔ عزیزہ مرحومہ نے ایک بچہ فراز احمد بعمر پو
چار سال یادگار چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو ج
الفردوس میں اعلیٰ علیین سے نوازے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما
مرحومہ کے بچہ کو جو وقف نو میں شامل ہے لمبی عمر دے۔ احمدیت ک
خادم بنائے اور اللہ تعالیٰ سے ممتا کا پیار حاصل کرنے والا بنے۔ (آمین)

(مدیر

آپ سے باتیں

آپ کے خطوں کے جوابات پر مشتمل کالم ـــــ (مدیر)

○ مکرم عبدالغفور نجم صاحب (کوٹلی آزاد کشمیر) آپ کا مضمون "دعوت الی اللہ" کا مل گیا ہے۔ اگست تک شائع ہوسکے گا۔

○ مکرم شفیق الرحمان صاحب ناظم تعلیم (مقامی) ربوہ "مطالعہ کتب ..... کی اہمیت" پر مضمون مل گیا ہے۔ اس عنوان پر ضرور شائع ہوگا۔

○ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب آف لاہور کا ایک تحقیقی مقالہ موصول ہوا ہے جو اس رسالہ کی زینت بن رہا ہے۔ ادارہ خالد محترم شیخ صاحب کی صحت کے لئے دعا کی درخواست بھی کرتا ہے اور محترم شیخ صاحب سے یہ درخواست بھی ہے کہ وہ گاہے گاہے وہ ہمیں مضمون بھیج دیا کریں۔

○ گارڈن ٹاؤن لاہور سے مکرم شفیع اللہ قریشی صاحب کا ایک مضمون "دیہی اور شہری علاقوں کے لئے موزوں صنعتیں" کے عنوان سے موصول ہوا ہے۔ ہم ان کے بہت شکر گزار ہیں۔ جولائی / اگست کے شمارے میں شائع ہوگا۔ امید ہے کہ اس دوران اور مضمون بھی مل سکے گا۔

○ غانا (مغربی افریقہ) سے مکرم قریشی داؤد احمد صاحب نے حضرت بیگم صاحبہ امام جماعت احمدیہ کی وفات پر کچھ اشعار لکھے ہیں۔ ہم شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

○ مکرم منور علی شاہد صاحب معتمد ضلع لاہور نے ایک تفصیلی اور تنقیدی خط تحریر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ رسالہ خالد میں پرانے اور مخصوص لکھنے والوں کا اثر نمایاں ہے اور نئے لکھنے والوں کے نہ تو مضامین شائع ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ مضمون ناقابل اشاعت ہے..... خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک تو لکھنے والوں کو اطلاع دینے کا تعلق ہے تو ہم ہر ایک کو بالعموم فرداً فرداً اطلاع دیتے ہیں لیکن اکثر احباب اپنا مکمل ایڈریس نہیں لکھتے جس کی وجہ سے ان کو جواب نہیں دیا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم موصول شدہ میٹر کی حتی الوسع اصلاح کرکے اشاعت کی کوشش کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اگر آپ گزشتہ 2 / اڑھائی سال کے شمارہ خالد کو اٹھا کر دیکھیں تو شاید آپ خود بھی اپنے ان ریمارکس پر نظر ثانی کرنا پسند فرمائیں گے کہ "پرانے اور مخصوص لکھنے والوں کا اثر نمایاں ہے"۔ اگر آپ کو اتفاق نہیں تو ہمیں لکھیں ہم آپ کو کافی و شافی جواب دیں گے۔ آپ کے خط کے

جواب کے سلسلہ میں تمام قارئین اور لکھنے والے احباب کی خدمت میں دو ضروری باتیں عرض کرنا ہیں۔

1۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم صرف ایک آزاد ملک کے آزاد شہری" کہنے کی حد تک ہیں "رہنے" کی حد تک نہیں۔ ہمارے عقائد اور ہمارے اعمال پر جبر و تشدد کی بندشیں ہیں اور ظلم و لاقانونیت کی ایسی قدغنیں ہیں جنہیں قانون کہا جاتا ہے۔ اس لئے لکھنے والے جہاں دعائیں کریں کہ خدا ہماری قوم کے سربراہوں کو انصاف اور عدل کی حسین تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے وہاں ہم یہ درخواست کریں گے کہ آپ آرڈیننس کی پابندیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھا کریں کیونکہ ہمارا ملک ہمیں حق نہیں دیتا کہ ہم جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ بیان کریں اور دوسری طرف ہمارا پیارا آقا اور ہمارا خدا ہمیں بغاوت اور حق چھیننے کی تعلیم نہیں دیتا۔ صبر، صبر اور صبر کا حکم ہے۔ لہٰذا جو مضامین اس احتیاط سے نہیں لکھے جاتے وہ اکثر ناقابل اشاعت سمجھے جاتے ہیں۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ اپنا مضمون اگر کسی خاص تہوار یا مہینے کی مناسبت سے لکھ رہے ہیں تو وہ مضمون اس مہینے سے کم از کم دو، تین ماہ قبل ارسال فرمائیں ورنہ شائع نہ ہو سکیں گے۔ مثلاً رمضان کے فضائل وغیرہ کے بارے میں مضمون رمضان کے دوران یا ایک دو ہفتہ قبل آنے شروع ہوتے ہیں جب کہ رسالہ ڈیڑھ ماہ قبل تیاری کے مراحل میں جا چکا ہوتا ہے۔ مکرم منور احمد صاحب نے خط میں یہ تجویز لکھی ہے کہ لکھنے والوں کے نام شائع کر دیا کریں تو ایسا ایک دو مرتبہ کیا تو ہے لیکن ہم منور صاحب کی تجویز کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتے اور اس ماہ سے باقاعدگی سے عمل بھی کریں گے۔ منور صاحب کی خوبصورت اور تعمیری تنقید اور تجاویز پر ہم شکر گزار ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

○ ڈیرہ غازیخان سے مکرم غلام رسول صاحب اعوان کا مضمون مل گیا ہے۔ ایک مضمون تو جون کے شمار میں شائع ہو چکا ہے۔

○ محمد ایوب رحمت غربی ربوہ کی ایک پیاری نظم پیارے آقا کے عنوان سے موصول ہوئی ہے جو ہم شائع کر رہے ہیں۔

○ مکرم طاہر محمود صاحب چک نمبر 166 مراد نے مضمون "جیمس واٹ" کا لکھا تھا اور اس کے شائع نہ ہونے کا شکوہ کیا ہے۔ آپ کا مضمون تو شائع ہو چکا۔ آپ کی تجویز کہ مضمون بھیجنے والے احباب کے نام رسالہ خالد میں شائع کیا کریں، آپ کی تجویز پر دیکھیں عمل تو شروع ہو گیا ہے۔ تجویز بھیجنے کا شکریہ۔

○ ربوہ سے مکرم منور شمیم صاحب خالد نے اپریل 92ء میں احمدی شاعر جناب عبیداللہ علیم کے انٹرویو کی اشاعت پر مبارکباد دی ہے۔ یہ انٹرویو B۔B۔C کی اردو سروس سے نشر ہوا تھا۔

○ سید اسرار توقیر ربوہ نے ایک نظم بھیجی ہے جو شائع کی جا رہی ہے۔

○ قریشی محمد ایوب صابر صاحب اوچشریف بہاولپور نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے بارے میں مضمون بھیجا ہے۔ شائع کر دیا جائے گا۔

○ مبشر احمد گل نے (تھال۔ ضلع گجرات) "دنیا کی پہلی جمہوریت" کے عنوان سے مضمون ارسال کیا ہے۔ شکریہ۔ باری آنے پر شائع ہوگا۔

○ طارق بلاک گارڈن ٹاؤن سے مکرم شفیع اللہ قریشی صاحب پراجیکٹ مینیجر حبیب بینک لمیٹڈ نے بہت مفید تجاویز کے ساتھ خط تحریر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "خاکسار کی خواہش ہے کہ ماہنامہ خالد کو مکمل اور عالمی اقتصادیات کا رنگ بھی دیا جائے..... " اور اس ضمن میں حصول زر کے طریق، جدید ایجادات، دنیا کے تمام ممالک کا فرداً فرداً معاشی تجزیہ ...... " ہم محترم شفیع اللہ صاحب کے مشکور ہیں اور ہم توقع کرتے ہیں کہ ان عناوین پر مضامین بھجوائیں گے۔ دوسرے قارئین سے بھی ان عناوین پر قلم اٹھانے کی درخواست ہے۔ شفیع اللہ صاحب کا ایک مضمون مل بھی چکا ہے)

○ ربوہ سے مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی نے حضرت میر داؤد احمد صاحب کی سیرت پر ایک مضمون ارسال فرمایا ہے جو شائع کردیا جائے گا۔

○ بھاٹی گیٹ لاہور سے ہمیں، "صبح کی سیر" پر تین مضامین موصول ہوئے ہیں۔ وسیم احمد صاحب، محمد سعید صاحب اور ڈاکٹر پرویز... صاحب کے۔ ان میں سے ایک مضمون ہم جلد شائع کردیں گے۔

○ کوئٹہ سے حامد مسعود صاحب نے ایک معلوماتی مضمون بھیجا ہے جو جلد شائع کردیا جائے گا۔

○ استاذی المکرم مولانا صوفی محمد اسحٰق صاحب نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی سیرت پر ایک مضمون ارسال کیا ہے جو ... جلد شائع ہوگا۔

○ مکرم (ریٹائرڈ) میجر منظور احمد صاحب نے ساہیوال سے ایک نہایت پیاری نظم "دکھ دی ونڈ" کے عنوان سے ارسال کی ہے جو شامل اشاعت ہے۔

○ محمد عاصم حلیم چک 35 شمالی سرگودھا سے "بیت بازی" کے بارے لکھتے ہیں۔ عرض ہے کہ آپ ہمیں وہ بھجوادیں اسے پڑھ کر ہی کچھ کہا جاسکتا ہے کہ شائع کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

○ منظور احمد صاحب (بھلیسرانوالہ ضلع گجرات) اپنی نظموں کی اصلاح کروا کے ہمیں ارسال کریں۔

○ چوہدری داؤد احمد صاحب نے "تربیت اولاد" کے اوپر ایک لمبا چوڑا مضمون ارسال کیا ہے۔ براہ کرم مختصر سا مضمون لکھیں۔

○ سجاد احمد خان صاحب نے وحدت کالونی لاہور سے "مذاہب عالم کا تعارف" کے عنوان سے مضمون بھیجا ہے۔ مضمون اپنے عنوان کے اعتبار سے تو ضرور شائع ہونے کے قابل ہے لیکن آپ کا مضمون مکمل نہیں اور حوالے تو کہیں نظر نہیں آئے۔ براہ کرم آپ ایسا کریں کہ بنیادی کتابوں کو پڑھ کر پھر اس موضوع پر قلم اٹھائیں۔ اور حوالوں سے مضمون کو مزین کریں۔ ہم آپ کے مضمون کے منتظر رہیں گے۔

○ چونگی امر سدھو لاہور سے مرزا طاہر بیگ صاحب نے جو مضمون لکھا ہے اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ اشاعت ممکن نہیں۔

○ ربوہ سے محمود احمد عاطف صاحب نے "ایک نازک موڑ"

بقیہ صفحہ 41

دُنیا کی پہلی جمہوریت

(مبشر احمد گل۔ تھال ضلع گجرات)

حضرت مسیحؑ سے 510 سال پہلے یونان کی مشہور ریاست "ایتھنز" کا مطلق العنان حاکم ہیپاس وطن چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور تمام معاملات کی باگ دوڑ اس کے باپ کو سونپی گئی لیکن اہل ایتھنز مطلق العنان شخصی حکومت سے تنگ آگئے تھے۔ امراء میں سے کلیس تھینز نامی (CLEIS THENES) ایک شخص نے انقلاب کا پرچم بلند کیا تو پہلی جمہوری حکومت نے جنم لیا۔

کلیس تھینز ہی کو نئی حکومت کا نظام تیار کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اس کے سامنے دو ضروری کام تھے۔ امراء کے خاندانوں پر قابو پانے کا بندوبست اور آئندہ مطلق العنانی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑنا۔

کلیس تھینز نے شہری حقوق کا دائرہ وسیع کر دیا۔ رائے دہی کے لئے قصبوں اور ضلعوں کے حلقے بنا دیئے گئے۔ اس طرح پرانی قبائلی تقسیم کی پہلی حیثیت جاتی رہی اور اس کی جگہ نئی آبادیوں نے لے لی جنہیں یونان میں "ڈیمی" کہتے تھے۔ اسی سے "ڈیما کریسی" یعنی حکومت عوام کا لفظ نکلا۔

اور بھی کئی نئے انتظامات وجود میں آئے۔ بہر حال کلیس تھینز نے درمیانی طبقے کے لوگوں کو رائے دہی کا زیادہ حق دار قرار دیا اور ایتھنز کے نظم و نسق میں ایسی تبدیلی کر دی کہ رائے دہی نے قابل توجہ حیثیت اختیار کرلی۔ اس کے باوجود غلامی باقی رہی۔ غلاموں کو نئے جمہوری نظام میں شامل کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی۔

مطلق العنانی کے امکانات کو ختم کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا گیا۔ یعنی وقتاً فوقتاً رائے لی جاتی کہ آیا کوئی شخص اتنے اثر رسوخ والا تو نہیں بن گیا جو ملک کے لئے خطرے کا باعث ہو۔ جس شخص کو کم از کم دس ہزار شہری خطرناک قرار دیتے اسے دس سال کے لئے جلاوطن کر دیا جاتا لیکن نہ اسے مجرم سمجھا جاتا نہ غدار۔ جب وہ مقررہ مدت پوری کرلیتا تو اسے جائیداد اور تمام شہری حقوق واپس مل جاتے۔ شروع شروع میں اس قاعدے کو بڑی احتیاط سے استعمال کیا جاتا لیکن بعد میں بگڑتے بگڑتے سیاسی گروہ بندی کا انتقامی حربہ بن گیا اور بالآخر پانچویں صدی عیسوی میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔

اگرچہ یہ جمہوری حکومت کا ابتدائی خاکہ تھا اور اس میں خامیاں تھیں پھر بھی تاریخ میں یہ نئے دور کا سنگ

میل ثابت ہوا اور ایک ہزار سال سے زیادہ مدت تک قائم رہا۔ اگرچہ ایتھنز کی نوآبادیاں چھن گئیں۔ اس کی تجارت اور دولت ختم ہوگئی۔ بحیرہ روم کی دوسری طاقتیں اثر و اقتدار میں منزلوں آگے نکل گئیں لیکن جمہوری ایتھنز کا احترام اور عظمت سب کے دلوں میں قائم رہی اور آج بھی مہذب دنیا اسی منزل مقصود کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے جس کا تصور اڑھائی ہزار سال پہلے ایتھنز والوں کے ذہن میں آیا۔

بقیہ از صفحہ 39

کے عنوان سے لکھا ہے تو جناب اس کو شائع کرنا "نازک معاملہ" ہے۔ لہٰذا معذرت۔

○ خالد احمد عباسی شالامار ٹاؤن لاہور اور محمد سلطان صاحب نے خانیوال سے "مہمان نوازی" کے اوپر مضمون بھیجے ہیں۔ دونوں شائع نہیں ہوسکتے۔ آئندہ جب بھی لکھیں تو واقعات تحریر فرمائیں اور ساتھ حوالے بھی دیں۔

○ اسی طرح احمد رضا صاحب نے وحدت کالونی لاہور سے جو مضمون ارسال کیا ہے وہ بھی ناقابل اشاعت ہے۔

○ مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر کا مضمون بھی ہمیں ملا ہے۔ شائع ہوجائے گا۔

○ علی عمران فاروقی صاحب صدر غربی ربوہ کی نظم ملی ہے جو کہ ناقابل اشاعت ہے۔

26 فروری 1992ء کو گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے تحت ادبی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ الھدیٰ ماڈل کالج ربوہ کے بارھویں جماعت کے طالب علم آصف محمود باسط ابن مکرم عبدالباسط صاحب شاہد نے مقابلہ غزل میں اپنی غزل پیش کی اور بورڈ بھر میں اول انعام کے حقدار قرار پائے۔ یہ غزل پیش خدمت ہے۔

وفا کے دیپ جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
نقاب رخ سے اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے

میرا رفیق سفر ظلمتوں کا پیکر ہے
چراغِ راہ جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

تھی میری دیدۂ پُرنم سے ظلمتوں میں ضیاء
کبھی مجھے بھی رلاؤ بڑا اندھیرا ہے

جو درد و سوز کے روشن مینار جیسے تھے
وہ زخم قلب دکھاؤ بڑا اندھیرا ہے

گلوں کے چاند سے چہرے تمہی سے روشن تھے
چمن میں لوٹ کے آؤ بڑا اندھیرا ہے

ہے مدتوں سے میرا روزن قفس ویراں
چلو ہوا ہی چلاؤ بڑا اندھیرا ہے

ہے روشنی کو عداوت ہماری آہوں سے
ابھی نہ درد جگاؤ بڑا اندھیرا ہے

ہے جس کی چشم فسوں ساز روشنی کی کرن
اسے ابھی نہ سلاؤ بڑا اندھیرا ہے

میں خود بھی اپنے جنونِ نظر سے ڈرتا ہوں
"میرے قریب نہ آؤ بڑا اندھیرا ہے"

تمہارے پاس یہاں دشت و خار میں آصف
کرے گا کون پڑاؤ بڑا اندھیرا ہے

اخبارِ مجالس

ننکانہ صاحب شیخوپورہ

مجلس کے 6 خدام نے 23 مارچ کو اجتماعی وقار عمل میں حصہ لیا جس میں "البیت" کی صفائی کی گئی۔

جہلم شہر

شعبہ صحت جسمانی کے تحت 21 فروری کو ایک پکنک ہوئی جس میں ورزشی مقابلہ جات اور مجلس سوال و جواب ہوئی۔ "کلوا جمیعًا" کا پروگرام بھی ہوا۔

چوپڑ ہٹہ. خانیوال

دوران ماہ مارچ روزانہ درس کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ایک فری کوچنگ کلاس ہوئی جس میں 5 مہمان طلباء بھی شامل ہوئے۔ 23 مارچ کو یوم مسیح موعود..... منایا گیا جس میں 19 خدام و اطفال کے علاوہ 3 مہمان بھی شریک ہوئے۔ اسی طرح دوران ماہ ایک مجلس مذاکرہ بھی منعقد کی گئی۔

ضلع جھنگ

مورخہ 28 فروری حلقہ لالیاں کا تربیتی اجلاس ہوا جس میں 6 مجالس شریک ہوئیں۔ کل حاضری 70 تھی۔ 28 فروری کو حلقہ عنایت پور کا اجتماع بمقام جمل بھٹیاں ہوا جس میں 75 خدام و اطفال کے علاوہ 10 مہمان شریک ہوئے۔ مرکزی وفد نے بھی شرکت کی۔ 21 فروری کو تحصیل جھنگ کا تربیتی اجتماع بمقام ٹھٹھ شیریکا منعقد ہوا جس میں 4 مجالس کے 135 خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اسی روز علمی ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

جھنگ صدر میں ماہ فروری میں 2 تربیتی جلسے ہوئے جن میں 675 احمدی افراد کے علاوہ 10 مہمان بھی شریک ہوئے۔ عنایت پور بھٹیاں میں دوران ماہ 4 جلسے ہوئے جن میں 207 احمدی افراد کے علاوہ 10 مہمان بھی شریک ہوئے۔ کوٹ بہادر سے ایک وفد مرکز لایا گیا جس میں 4 احمدی اور 16 مہمان شریک تھے۔ چنیوٹ اور شور کوٹ شہر میں بھی تین تین جلسے ہوئے جن میں بالترتیب 25 اور 60 افراد شریک ہوئے۔

چک ۲۷۵ رب کرتارپور. فیصل آباد

مورخہ 25 فروری کو ہفتہ وقار عمل کے تحت اجتماعی

وقار عمل ہوا جس میں 21 خدام نے 2 گھنٹے صرف کر کے 500 میٹر لمبے گندے نالے کو صاف کیا- دوران ہفتہ 500 نئے پودے لگائے گئے- دوران ماہ ہفتہ صحت جسمانی بھی منایا گیا جس میں ایک لیکچر کروایا گیا- اجتماعی کھیل کا انتظام کیا گیا اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے- 28 فروری کو جلسہ سیرت النبیؐ منایا گیا جس میں 19 افراد کے علاوہ 4 مہمان بھی شریک ہوئے-

بھاٹی گیٹ لاہور

ماہ فروری میں مختلف حلقہ جات کے دورے کئے گئے اور کیسٹوں کے علاوہ فنڈز بھی جمع کئے گئے اور خدام کا جائزہ لیا گیا-

ضلع ملتان

دوران ماہ فروری 5 مجالس میں 7 وقار عمل ہوئے جن میں 107 خدام نے 700 پودے لگائے- ضلعی سطح پر سپورٹس ڈے منایا گیا- 20 فروری کو جلسہ سالانہ ضلع ملتان ہوا جس میں 211 خدام اور 117 اطفال شریک ہوئے- مجالس کی حاضری 100 فی صد رہی-

حیدر آباد شہر

ماہ فروری میں 5 خدام نے 2 مریضوں کو 5 بوتلیں خون عطیہ دیا-

ضلع سیالکوٹ

مورخہ 20- 21 فروری ضلع سیالکوٹ کے خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع ہوا جس کا افتتاح امیر صاحب ضلع نے کیا- اس تقریب میں 1200 خدام و اطفال حاضر تھے- دوران اجتماع نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی- مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی- مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے-

اجتماع میں امیر صاحب لاہور ڈویژن اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے ہمراہ مرکزی وفد نے بھی شرکت کی- اس اجتماع میں سرگودھا، لاہور، گجرات اور گوجرانوالہ سے بھی وفد شامل ہوئے- اس عظیم الشان اجتماع میں 9000 افراد جماعت کے علاوہ 450 مہمان شریک ہوئے-

کوٹری

ماہ فروری میں 15 دن اوسطاً 15 خدام روزانہ وقار عمل میں شریک ہوتے رہے جس میں روزانہ تین گھنٹے "البیت" کی تعمیر کے لئے مٹی اور اینٹیں اٹھانے کا کام ہوا- اسی طرح 7 فروری کو گندے پانی کے نکاس کے لئے 100 گز لمبی نالی بنائی گئی جس سے راستہ صاف کیا گیا- قریبی رہائشیوں نے خدام کے اس خدمت خلق کے جذبہ کو بہت سراہا-

ضلع سکھر

مورخہ 27- 28 فروری ضلع ھذا کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں 7 مجالس نے شرکت کی- اجتماع میں نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی- مجلس سوال و جواب ہوئی اور دیگر علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے- اجتماع میں مرکزی وفد نے بھی شرکت کی- اختتامی تقریب میں اعزاز پانے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے-

Monthly **KHALID** Rabwah
JULY, 1992
REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ*